© rasailojaraid.com

آثار عمرین پر ایک نظر

(۸)
سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو برہان جون ۱۹۷۷ء

جناب محمد اجمل اصلاحی ندوی - استاد ادب عربی مدرستہ الاصلاح سرائمیر اعظم گڈھ

(۳۷) حضرت سہیل بن عمرو جو قریش کے ایک شعلہ بیان خطیب تھے جنگ بدر میں قید ہو کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کے نیچے کے دو دانت اکھڑوا دیں تاکہ وہ آپ کے خلاف کبھی تقریر نہ کر سکیں : مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی اور فرمایا : عمر! جانے دو ممکن ہے کبھی یہ ایسی تقریر کر دیں جس سے تمہیں خوشی ہو ، چنانچہ آپ کی وفات کے بعد یہ پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مسلمانوں کے لئے ایک جانگسل اور ناقابل برداشت حادثہ تھی - آپ کے رخصت ہوتے ہی عرب قبائل تیزی سے مرتد ہونے لگے - اسلام دشمن طاقتیں جو اسی انتظار میں تھیں سر اٹھانے لگیں - منافقین نے جو اسلام اور اہل اسلام سے خار کھائے بیٹھے تھے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں ، حضرت عائشہ کے بقول مسلمانوں کی حالت اس بھیڑ کی سی تھی جو بارش کی سرد رات میں ماری ماری پھر رہی ہو ۔ (۱)

ایسے نازک موڑ پر تین شخصیتیں اسلام کے کام آئیں جن کے عظیم احسان سے ملت اسلامیہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی ، یعنی مرکزی حیثیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور صوبائی حیثیت سے طائف میں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور مکہ میں یہی حضرت

۱۔ زہر الآداب جز اول ص ۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت سعیدؓ نے طائف میں بنو ثقیف کو اور حضرت سہیلؓ نے مکہ میں قریش کو مرتد ہونے سے باز رکھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی اندوہناک خبر جب مکہ پہنچی تو مکہ کے در و بام ہل گئے ایک کہرام برپا ہو گیا، ہر طرف شدید اضطراب اور بے قراری تھی، اسلام کے مستقبل کے بارے میں بے یقینی کی کیفیت طاری تھی بڑے بڑے مومنین صادقین کے دل دہل گئے تو ان مسلمانوں کا کیا ہو گا جو ابھی ابھی اسلام لائے تھے، اور اسلامی تعلیمات پورے طور پر ان کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوئی تھیں طرح طرح کے خیالات ظاہر ہونے لگے۔ کوئی کہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر نبی ہوتے تو انھیں موت کیوں آتی، کسی کے نزدیک آنحضرت کی اطاعت ان کی زندگی ہی تک محدود تھی، بعض عناصر نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہونے کے بعد بھی عربوں کی قدیم عصبیت کو بیدار کرنے، حضرت ابو بکرؓ کے خلاف انھیں برانگیختہ کرنے اور اسلام کی بقا کے بارے میں قسم قسم کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ ابن عبد البرؒ نے مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر بیعت ہو گئی تو حضرت امیر معاویہؓ کے والد حضرت ابو سفیانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا "کیوں؟ قریش کے سب سے ذلیل و پست قبیلہ نے خلافت پر قبضہ کر لیا، اگر تم چاہو تو میں اس زمین کو سوار اور پیادہ فوج سے بھر دوں" حضرت علیؓ یہ سن کر سخت برہم ہوئے اور فرمایا: "ابو سفیان! تم ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن رہے مگر اس سے اسلام کو کبھی نقصان نہیں پہنچا۔ ہم نے ابو بکرؓ کو خلافت کا اہل پایا" (۲)

---

(۲) الاستیعاب جزء اول ص ۲۴۳ و جزء ثانی ص ۶۸۹ نیز طبری جزء ثانی ص ۴۴۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کنزالعمال کی روایت میں اتنا اضافہ اور ہے (۱) "اگر ہمارے نزدیک ابوبکر اس کے اہل نہ ہوتے تو ہم کبھی ان کی خلافت قبول نہ کرتے ابوسفیان! مومنین ایک دوسرے کے خیرخواہ اور مخلص ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس منافقین کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے کھوٹ ہوتا ہے"

غرض ہر طرف لغاوت دارتداد کے آثار دکھائی دینے لگے، اور قریب تھا کہ قریش مرتد ہو جائیں۔ مکہ کے والی حضرت عتاب بن اسید اس صورت حال سے گھبرا کر روپوش ہو گئے مگر حضرت سہیل بن عمرو نے بڑی جرأت اور دلیری کا ثبوت دیا۔ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو گئے سب کو پکار پکار کر جمع کیا اور ایک زبردست تقریر کی جو بیک وقت شعلہ بھی تھی اور شبنم بھی نشتر بھی تھی اور مرہم بھی، تیغ بے نیام بھی اور ایمان ویقین کا پیام بھی جس نے ایک طرف منافقین اور دشمنانِ اسلام کے لئے تازیانہ کا کام کیا اور ان کی ساری امیدیں خاک میں ملا دیں تو دوسری طرف مومنین کی پژمردگی کو شگفتگی سے مردنی کو زندگی سے اور اضطراب کو سکون سے بدل دیا۔ نومسلموں کے دلوں سے شکوک وشبہات کی تاریکی کافور ہو گئی۔ حضرت سہیل کی یہ تقریر جو فصاحت وبلاغت کا شاہکار تھی اتنی موثر ثابت ہوئی کہ اٹھتا ہوا طوفان تھم گیا اور مکہ میں کسی کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

تاریخ وتراجم کی کتابوں میں اس تقریر کے منفرق جملے ملتے ہیں، سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ صاحب "الفتوحات الاسلامیۃ" نے اسے نقل کیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس موقع پر تینوں شخصیات یعنی حضرت ابوبکر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تقریروں میں حیرت انگیز مشابہت نظر آتی ہے

جاحظ نے اس تقریر کے جو جملے نقل کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ایھا الناس! اِن یکن محمد قد مات فاِن اللّٰہ حی لم یمت۔ وقد علمتم انی اکثرکم قتباً فی بر وجاریۃ فی بحر، فاقروا امیرکم وانا ضامن ان لم یتم الامر

(۱) کنزالعمال ج ۳ ص ۱۴۱

© rasailojaraid.com

ان امردها علیکم (ج ۱ ص ۳۳۲)

اس عبارت کا پہلا جملہ تقریباً سبھی نقل کرتے ہیں مگر دوسرا جملہ میرے پیش نظر محدود ماٰخذ میں سے کسی میں نہ مل سکا۔ لیکن سیاق وسباق موجود ہے اس لئے اس کے مفہوم کی تعین میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ ڈاکٹر خالدی صاحب نے دوسرے جملہ کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

"تم جانتے ہو کہ خشکی میں میرے اونٹ اور تری میں میری کشتیاں جاری ہیں (تم لوگ میری ثروت و دولت سے واقف ہو) اپنے امیر کو حسب سابق برقرار رکھو، میں ذاری لیتا ہوں کہ اگر معاملہ بخیر وخوبی انجام نہ پایا تو اپنا سارا مال تمہیں دیدونگا"

(مارچ ۱۹۷۵ء ص ۱۸۴)

ترجمہ کے بعد "ملحوظ" بھی لکھا ہے:

"اگر معاملہ ٹھیک طور پر انجام نہ پائے تو میں اپنا مال دیدونگا"، سہیل کے اس قول کا مطلب راقم الحروف پر اچھی طرح واضح نہیں ہو سکا۔ نظر بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اشارہ زکاۃ ادا کرنے کا ارادہ کرنے والوں کی طرف ہے، انی اسئال الخیر

ڈاکٹر صاحب سے ترجمہ میں غلطی یہ ہوئی کہ " ادها" میں ضمیر کا مرجع انھوں نے مال سمجھا حالانکہ سیاق دلیل ہے کہ ضمیر کا مرجع "امارت وخلافت" ہے جو محذوف ہے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے مسئلہ پر جو اختلاف پیدا ہوا اس سے قریش کو جو ابھی جلد ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے قدرتی طور پر یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ امارت وسیادت پر کوئی دوسرا قبیلہ قبضہ نہ کرلے۔ فتنہ پردازوں نے اس اندیشہ کو اور ہوا دی" چنانچہ حضرت سہیل بن عمروؓ نے زیربحث فقرہ میں اپنی دولت وثروت اور جاہ ومرتبہ کا حوالہ دیکر ان سے کہا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو برقرار رکھیں اور ان کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے بڑے موثر لہجہ میں فرمایا کہ "میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر معاملہ بخیر وخوبی انجام نہ پایا تو سیادات وامارت کو تمہیں واپس لادونگا"

© rasailojaraid.com

ہم یہاں الفتوحات الاسلامیہ" اور بعض دوسرے مراجع کی روشنی میں یہ تقریر نقل کرتے ہیں جس کو پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ کس کس طرح اسلوب بدل بدل کر مخاطب کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے مقرر نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت سہیلؓ نے حمد و ثنا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ایھا الناس! من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات، ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ الم تعلموا ان اللہ قال [انک میت وانھم میتون] وقال: [وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل أفان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم]

لوگو! جو شخص محمدؐ کی پرستش کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ محمدؐ کا انتقال ہوگیا۔ اور جو اللہ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے، اسے فنا نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [اے محمد تمہیں بھی مرنا ہے اور انھیں بھی] دوسری جگہ ارشاد ہے [محمد اسکے ایک رسول ہی تو ہیں ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے جاؤگے]۔

چند مزید آیتیں پیش کرنے کے بعد فرمایا:

واللہ انی اعلم ان ھذا الدین لیمتد امتداد الشمس والقمر فی طلوعھما وغروبھما فلا یغرنکم ھذا من انفسکم (یعنی ابا سفیان) فانہ لیعلم واللہ من ھذا الامر ما اعلم

خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ یہ دین آفتاب و ماہتاب کی طرح سارے عالم میں پھیل جائے گا۔ دیکھو یہ شخص (ابوسفیان کی طرف اشارہ ہے) تمہیں فریب میں مبتلا نہ کردے۔ بخدا اسلام کے عروج کے متعلق یہ بھی میری طرح خوب جانتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولكنه قد ختم على صدره حسد بني هاشم.

مگر بنو ہاشم پر حسد نے اس کے دل پر مہر کر دی ہے ۔

يا اهل مكة لا تكونوا آخر من اسلم واول من ارتد والله ليتمن الله هذا الامر كما ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فلقد رأيته قائما مقامي هذا وحده وهو يقول "قولوا معي لا إله الا الله تدين لكم العرب وتؤدي اليكم العجم الجزية والله لتنفقن كنوز كسرى وقيصر في سبيل الله" فمن بين مستهزئ ومصدق، فكان ما رأيتم، فوالله ليكونن الباقي

اے اہل مکہ ایسا نہ ہو کہ تم سب سے آخر میں اسلام لاے اور سب سے پہلے مرتد ہو جاؤ۔ بخدا اللہ تعالیٰ اسلام کو بام عروج پر پہنچائے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا۔ میں نے اسی جگہ آپ کو تنہا یہ فرماتے ہوئے دیکھا تھا کہ "تم میرے ساتھ توحید پہ ایمان لاؤ تو سارا عرب تمہارا مطیع اور سارا عجم تمہارا باجگذار ہوگا۔ اور خدا کی قسم تم ایک دن قیصر وکسریٰ کے خزانے راہ خدا میں لٹاؤ گے" آپ کا یہ قول سنکر کسی نے مذاق اڑایا، کسی نے تصدیق کی، اور جو کچھ ہوا تم نے دیکھ لیا اور بخدا جو کچھ باقی ہے وہ بھی ہو کر رہے گا۔

پھر آنحضرتؐ کی وفات اور حضرت ابوبکرؓ کی جانشینی کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں مخاطب کیا:-

إن ذلك لم يزد الاسلام إلا قوة فمن رأيناه ارتد ضربنا عنقه، فتوكلوا على ربكم فإن دين الله قائم وكلمته تامة، وان الله ناصر من نصره

اس (خلافت ابوبکرؓ) سے اسلام کی طاقت میں اضافہ ہی ہوا ہے، پس جس کو ہم دیکھیں گے کہ دین سے برگشتہ ہوا اس کا سر اڑا دیں گے اپنے رب پر بھروسہ رکھو، اللہ کا دین زندہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وعقود دینکم وان اللہ جمعکم علی خیرکم (یعنی ابابکر)

اور اس کا بول بالا رہے گا۔ جو شخص اللہ کا ساتھ دے گا وہ اس کی مدد کرے گا۔ اور تمہارے دین کو غالب کرے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو تمہارا امیر بنایا ہے جو تم میں سب سے بہتر ہے (یعنی حضرت ابوبکرؓ)

یہ تقریر کے طاقتور حصے ہیں جو منقول ہوئے ہیں۔ جاحظ نے جو عبارت نقل کی ہے اس کا پہلا جملہ تو اس تقریر کے ابتدائی حصہ سے متعلق ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا اور دوسرا جملہ واضح طور پر تقریر کے آخری حصہ سے جس میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا تذکرہ ہے ماخوذ ہے۔ تقریر کے پس منظر کو سامنے رکھ کر غور کیجئے تو اس جملہ کا مطلب واضح ہوجائیگا حیرت ہے کہ یہ برمحل اور موثر تقریر جو عربوں کی روایتی خطابت اور شہرۂ آفاق بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے "جمہرۃ خطب العرب" میں شامل نہ ہوسکی جبکہ اسے سرفہرست ہونا تھا۔

---

(۳۸) ڈاکٹر خالدی صاحب نے حضرت عمرؓ کے ایک اثر کا ترجمہ یہ کیا ہے:

"عمرو بن معدیکرب نے عمرؓ سے شکایت کی کہ انھیں پیٹ میں درد ہونے لگا ہے (جو گوشت زیادہ کھانے سے ہوتا ہے) تو آپ نے فرمایا: دھوپ میں بھرا کرو (غسل آفتابی کرو۔ دھوپ میں چلو پھرو یا بیٹھو) (ستمبر ۱۹۷۵ء ص ۱۷۹)

ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس کتاب البخلاء کا جو نسخہ ہے اس کی عبارت یوں ہے۔

" وقال عمر و بن معدیکرب حین شکا الیہ الحقاء: کذبت علیک الظھائر

دارالکتب المصریہ کے نسخہ میں جسے احمد العوامری بک اور علی الجارم بک نے ایڈٹ کیا ہے "الحقاء" کے لفظ پر یہ حاشیہ تحریر ہے [۱]

---

(۱) کتاب البخلاء دارالکتب المصریہ ۱۹۴۸ء ج ۲ ص ۷۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"حقار، پیٹ کے درد کو کہتے ہیں جو خالص گوشت کھانے سے پیدا ہوتا ہے اور اسکی وجہ سے دست آنے لگتے ہیں تمام نسخوں میں یہ لفظ "الحفار" (ف کے ساتھ) ہے لیکن یہاں "الحفار" چسپاں نہیں ہوتا اس لئے وہ تصحیف شدہ ہے"

لیکن ہمارے نزدیک "الحفار" (ف کے ساتھ) نہیں بلکہ "الحقا" (ق کے ساتھ) تصحیف شدہ ہے اور اس کا یہاں کوئی موقع نہیں ہے۔ دوسری روایات بھی اس کے خلاف ہیں۔ اور لفظ "الحفار" (ف کے ساتھ) کی جو تمام نسخوں میں موجود ہے لیکن مذکورہ بالا حاشیہ میں اسے مسترد کر دیا گیا ہے معقول توجیہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے راقم الحروف کا خیال ہے کہ کتاب البخلاء میں "الحفار" (ف کے ساتھ) ہی صحیح ہے "الحفار" پاؤں کے گھسنے کو کہتے ہیں

اثر زیر بحث کی دوسری روایتیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ عن قیس بن حازم ان رجلا اتی عمر بن الخطاب یشکو الیہ النقرس فقال عمر کن ببك الظهائر۔ قال الحربی: ای علیك بالمشی حافیا فی الهاجرة (۱)

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے نقرس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: "کن ببك الظهائر" حربی نے حضرت عمرؓ کے جواب کی تشریح میں کہا: یعنی سخت دوپہر میں ننگے پاؤں چلو۔

ابن قتیبہ نے بھی غریب الحدیث میں یہی روایت درج کی ہے اور اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

انما امر عمر صاحب النقرس ان یبرز للشمس فی الهاجرة ویمشی حافیا ویتبذل نفسه لان ذلك یذهب النقرس (۲)

حضرت عمرؓ نے نقرس کے مریض کو دوپہر کے وقت کڑی دھوپ میں نکلنے اور بغیر کسی احتیاط کے ننگے پاؤں چلنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس سے نقرس کی شکایت جاتی رہتی ہے۔

(۱) کنز العمال ج ۵ ص ۱۹۱ (۲) شرح نہج البلاغۃ ج ۱۲ ص ۲۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان دونوں مندرجہ بالا روایتوں میں سائل کا نام ذکر نہیں ہے ۔ یہی روایت نہایۃ ابن الاثیر میں ایک جگہ ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے ۔

وحديث عمر: شكا اليه عمرو بن معديكرب او غيره النقرس فقال: كذبتك الظهائر اى عليك بالمشى فى الظهائر فى حر الهواجر (۱)

حضرت عمرؓ کے واقعہ میں ہے کہ عمرو بن معدیکرب یا کسی اور نے آپ سے نقرس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا "کذبتک الظہائر" یعنی دوپہر میں چلچلاتی دھوپ میں پیدل چلا کرو۔

۲ ۔ ابن الاثیر نے ایک دوسری روایت بھی درج کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

ان عمرو بن معديكرب شكا اليه المعص فقال: كذب عليك العسل (۲)

گویا اس روایت میں "نقرس" کی بجائے "المعص" ہے اور "الظہائر" کی بجائے "العسل" اور شکایت کرنے والے متعین طور پر عمرو بن معدیکرب ہی ہیں ۔

"المعص" موچ یا زیادہ چلنے سے پیر کے پٹھوں میں درد کو کہتے ہیں ۔ "العسل" بھیڑیئے کی رفتار کو کہتے ہیں یعنی تیز تیز چلنا ۔ اب آپ تینوں الفاظ نقرس ، معص ۔ حفار کے معانی پر غور کیجئے ۔

۱ النقرس : پیر کے جوڑوں کا آماس

۲ المعص : موچ یا زیادہ چلنے سے پیر کے پٹھوں میں درد ۔

۳ الحفاء : زیادہ چلنے سے پیر کا گھسنا ۔

ظاہر ہے یہ تینوں الفاظ پاؤں کی تکلیف سے متعلق ہیں ۔ اور حضرت عمرؓ کے جواب میں تینوں روایتوں میں کڑی دوپہر میں ننگے پاؤں چلنے کا حکم دیا گیا

---

۱ نہایۃ ابن الاثیر ج ۴ ص ۱۲

۲ نہایۃ ابن الاثیر ج ۴ ص ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ ممکن ہے "نقرس" اور "معص" دونوں کے متعلق مختلف وقتوں میں سوال کیا گیا ہو اور "معص" چونکہ "حفا" ہی جیسی تکلیف ہے اس لئے کتاب ال... کی روایت میں اس کی جگہ پر لفظ "حفا" کا استعمال کر دیا گیا۔ لسان العرب... قیل: المعص وجع یصیبھا کالحفا[۱] ایک قول ہے کہ "المعص" "الحفا" جیسی پاؤں کی ایک تکلیف ہے۔

مذکورہ بالا تشریح کی روشنی میں کتاب البخلاء کی عبارت میں ترجیح ... "الحفا" (ف کے ساتھ) کو ہو حاصل ہوگی اور وہ موزوں بھی ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے اس تکلیف کا علاج تجویز کیا ہے وہ بھی مناسب ہے اس ... کہ جو شخص چلچلاتی دوپہر میں ننگے پاؤں چلنے کا عادی ہو جائے گا اسے پاؤں ... گھسنے کی تکلیف نہ ہوگی۔

---

[۱] لسان العرب (المعص)

قرآن اور تصوف

مولفہ جناب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب مرحوم

تصوف اور اس کی تعلیم کا اصل مقصد عبدیت اور الوہیت کے مقامات اور ان کے ربط و تعلق کا حصول ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ مختلف قسم کی ذلتوں کا چشمہ بن گیا ہے مولف نے کتاب و سنت کی روشنی میں تمام الجھنوں اور نزاکتوں کو نہایت دل نشیں اور عالمانہ پیرایہ میں واضح کیا ہے قیمت ... روپے

ندوۃ المصنفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com